

نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

التبیین علوم القرآن

مصنف
محمد علی الصابونی

مرتب

مفتی شہزاد احمد سجاد
پبلس ہاؤس جامعہ اسلامیہ



التبليان

في علوم القرآن

محمد علي الصابوني (١٣٣٩-١٤٢٢هـ)



التبيان في علوم القرآن

مصنف ----- محمد علي الصابوني

مرتب ----- مفتي شہزاد احمد سجاد (پرنسپل جامعہ حسینیہ و ضلعی کوارڈینیٹر نظام المدارس پاکستان ضلع وزیر آباد)

معاون ----- فاطمہ زہرہ (متعلمہ جامعہ حسینیہ)

ناشر ----- جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

0303-0626802

muftishahzad9@gmail.com



تعارفِ کتاب

کتاب "التبایان فی علوم القرآن" نظام المدارس پاکستان کے درجہ سادسہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے مصنف "علامہ محمد علی الصابونی" ہیں۔ یہ جدید عربی زبان میں علوم القرآن پر لکھی گئی ایک بہترین کتاب ہے جس میں صاحب کتاب علوم القرآن کے مختلف پہلوؤں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس کا ترجمہ کرنے میں ہم نے "علامہ اختر فتح پوری صاحب" کی "مترجم التبایان فی علوم القرآن" سے استفادہ کیا ہے۔ اس کو انتہائی سہل اور سلیس انداز سے سواً اجواباً مرتب کیا گیا ہے۔ یہ اپنے قارئین خصوصاً طلبہ کیلئے ان شاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگی۔

اللہ کریم ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن کے علمی محبذات

سوال نمبر 1-: کائنات کی وحدت کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

جدید علمی نظریات نے واضح کیا ہے کہ زمین مجموعہ شمسیہ کا ایک جز تھی پھر وہ اس سے الگ ہو گئی اور ٹھنڈی ہو گئی اور انسان کی رہائش کے مناسب حال ہو گئی اور وہ اس نظریے کی صحت پر زمین کے اندر آتش فشاں پہاڑوں اور بھڑکتے مواد کی موجودگی اور وقتاً فوقتاً زمین کے بھڑکتے آتش فشانی مواد سے ان کو نلوں کے پھینکنے کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

یہ نظریہ اس بات سے اتفاق کرتا ہے جس کی طرف قرآن کریم نے اللہ کے اس قول میں اشارہ کیا ہے: **اولمیر الذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناهما وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا تو منون (سورۃ الانبیاء: ۳۰)** کیا کفار نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے پس ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا اور ہر چیز کو پانی سے زندہ بنایا کیا تم ایمان نہیں لاتے۔“
 پروفیسر طبارہ کہتے ہیں کہ یہ معجزات قرآن میں سے ایک معجزہ ہے جس کی جدید علم تائید کرتا ہے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ کائنات ایک یک جان چیز تھی اور گیس سے بنی ہوئی تھی پھر وہ مجموعات فلکیہ میں منقسم ہو گئی اور ہمارا عالم سورج انہیں تقسیمات کا نتیجہ ہے اور آیت کا دوسرا حصہ **"وجعلنا من الماء کل شیء حی حقیقت علمیہ کے فیصلے کے مطابق آنے والی چیزوں میں سے سب سے زیادہ بلند ہے علماء نے اس کے راز کو پایا ہے کہ بہت سے کیمیائی عملیات پانی کے محتاج ہیں اور ساری کائنات اور نباتات کی زندگی کے استمرار کا اساسی عنصر پانی ہے اور پانی کے اور بھی خواص ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ کائنات کے ایجاد کرنے والے نے اسے یوں وجود دیا ہے جو اس کی مخلوقات کے مفاد کو پورا کرتا ہے اور جب پانی کا درجہ حرارت کم ہوتا ہے تو اس وقت وہ آکسیجن کی بہت سی مقدار کو چوس لیتا ہے اور جب وہ جم جاتا ہے تو حرارت کے باعث اس سے بہت کمیت (مقدار) رواں ہو جاتی ہیں جو ان زندہ چیزوں کی مدد کرتی ہیں جو سمندروں میں زندگی بسر کرتی ہیں جیسے مچھلیاں وغیرہ پس قرآن کی حکمت کیا ہی عجیب ہے جو بڑے شاندار الفاظ میں زندگی کے راز کو واضح کرتا ہے۔**

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ آسمان بند تھا بارش نہیں برساتا تھا اور زمین بھی بند تھی وہی ہے کہ آسمان بند تھا بارش نہیں برساتا تھا اور زمین بھی بند تھی وہ گھاس اگاتی نہیں تھی پس جب اس نے زمین کیلئے اہل پیدا کئے تو آسمان بارش سے گھل گیا اور زمین پودوں سے کھل گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر خوبصورت ہے اور استعارہ کے باب سے ہے اور اس کی طرف پہلے مفسرین گئے ہیں لیکن یہ اس بات کو مانع نہیں ہے کہ قرآن میں بعض اس قسم کی حیران کن علمی باتیں ہوں جنہیں جدید علم نے واضح کیا ہے قرآن کئی وجوہ کا حامل ہے اور اس کے اسرار کے فہم میں محکم نہیں ہے بسا اوقات متاخرین نے وہ باتیں سمجھی ہیں جنہیں متقدمین نہیں سمجھ سکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **"سنذیہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبیین لہم انه الحق (سورۃ فصلت: ۵۳)** اور شاید یہ ان آیات میں سے ہے جن پر اللہ نے انہیں بیسویں صدی میں آگاہ کیا ہے۔

سوال نمبر 2-: کائنات کی پیدائش کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

کائنات کی پیدائش: ایک ماہر فلکیات جینز کہتا ہے کہ کائنات کا مادہ فضا کے درمیان انتظام کے ساتھ منتشر گیس سے شروع ہوا اور مجموعات فلکیہ اس گیس کے ٹکاشف سے پیدا ہوا۔ اور ڈاکٹر جامو کہتا ہے کہ کائنات اپنی پیدائش کے آغاز میں مرتب و منظم گیس سے بھری ہوئی تھی اور اس سے خاص افعال پیدا ہوئے اس نظریے کی قرآن کریم تائید کرتا ہے اور اگر قرآن نے اس کے متعلق خبر نہ دی ہوتی تو ہم

اس نظریے کو مستعد خیال کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ثم استوی الى السماء وهي دخان فقال لها وللأرض ائتيا طوعا او
 كرها قالتا اتينا طائعين (سورۃ فصلت: 11) قرآن نے اس کائنات کی پیدائش کے سرچشمہ (دخان) کی تصویر کشی کی ہے اور یہ وہ
 چیز ہے جسے عرب چھوٹی جانے والی چیزوں میں سے سمجھتے ہیں کیا یہ ناخواندہ اور امی آدمی کے بس کی بات ہے۔ چودہ سو سال ہے کہ وہ اس وقت
 اس کا ادراک کرے جب لوگ اس

کائنات اور کسی پوشیدہ باتوں کے متعلق کچھ بھی نہ جانتے تھے۔

سوال نمبر 3۔ ایٹم کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

انیسویں صدی تک یہ اعتقاد غالب رہا ہے کہ ایٹم سے چھوٹا سا جڑ ہے ممکن ہے وہ عناصر میں سے کسی عصر میں موجود ہو اور وہ تقسیم
 کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ جزو لا تجزئ ہے اور اس اعتقاد پر صدیاں گزر گئیں اور گزشتہ دس سالوں سے علماء نے اپنی کوشش کو ایٹم کی شکل
 کی طرف پھیر دیا ہے اور انہوں نے اس کی تحدی تقسیم کو ممکن بنا دیا ایم و من بنا دیا ہے اور انہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ ان دقائق پر مشتمل
 ہے (1) پروٹون (2) نیوٹران (3) الیکٹران اور اس تقسیم کے واسطے سے انہوں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ایجاد کیا ہے اور ہم قیام قیامت
 اور اٹلیس لعین کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول کو سننے جہاں وہ ایٹم کے متعلق خبر دیتا ہے: وما يعذب عن ربك من
 مثقال ذرة في الأرض ولا في السماء ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا في كتاب مبين (سورۃ یونس: ۶۱) آیت قرآنیہ میں
 اصغر کا لفظ ایٹم کی تجزی کے امکان کی واضح تصریح ہے اور ولانی السماء میں یہ بیان ہے کہ زمین میں پائے جانے والے ایٹموں کے خواص وہی
 خواص ہیں جو آفتاب اور ستاروں میں موجود ہیں کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایٹم کے خواص اور ان کی تجزی کے امکان اور زمین و آسمان
 میں ان کے خواص کو پڑھا تھا؟ یہ قرآن کے وحی الہی ہونے پر قوی ترین دلیل ہے۔

سوال نمبر 4۔ بلندی پر آکسیجن کی کمی کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

پرواز کے اکتشاف سے سائنسدانوں کیلئے ایک طبعی خیال ظاہر ہوا ہے اور وہ بلند فضاء میں آکسیجن کی کمی ہے جوں جوں انسان چکر لگاتا
 ہے اور آسمان کی فضاؤں میں بلند ہوتا ہے توں توں اسے یہ ظاہری واقعہ آلیتا ہے اور اس وقت وہ سینے کی تنگی اور تنفس کی صعوبت کو محسوس
 کرتا ہے حتی کہ وہ گلا گھٹتا ہوا محسوس کرتا ہے اس لئے پائلٹ جب جہاز کو ۳۵ ہزار فٹ سے زائد بلند یوں پر لے جاتے ہیں تو سوار یوں کو ہدایات
 دیتے ہیں کہ وہ مصنوعی گیس کو استعمال کریں اس ظاہری علمی واقعہ کی طرف قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل ہوا بازی کی ایجاد سے پہلے اشارہ
 کیا ہے قول الہی کو سنئے: فمن ير د الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يردان يضلله يجعل صدره ضيقا حرجا كما
 يصعد في السماء (سورۃ الانعام ۱۳۵) قدیم مفسرین اس آیت کی تفسیر ان مفاہیم کے مطابق کرتے تھے جو ان کے زمانے کے مطابق
 تھے وہ کہتے تھے کہ نما یصعد فی السماء اس شخص کی طرح جو آسمان کی طرف چڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ سکت نہیں رکھتا یا اس شخص کی
 طرف جو محال کام کی کوشش کرتا ہے لیکن جب یہ زمانہ آیا تو اس نے قرآن کے معجزہ کو نمایاں کیا اور آیت قرآنیہ کا علمی واقعہ کے ساتھ
 خوبصورت اتفاق ضبط کیا اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی سچائی کی تائید ہے قسم بخدا یہ قرآن کس قدر خوبصورت ہے اور
 کسی قدر بلند ہے؟

سوال نمبر 5۔ کائنات کی ہر چیز کے جوڑا ہونے کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

لوگوں کا خیال تھا کہ زوجیت فقط (نر اور مادہ) دونوں (انسان اور حیوان) کے درمیان پہلی ہوئی ہوئی ہے جدید علم آیا تو اس نے ثابت
 کیا کہ زوجیت نباتات اور جمادات اور کائنات کے ہر ذرے میں پائی جاتی ہے حتی کہ بجلی میں بھی پائی جاتی ہے اس میں پاز بیٹو اور نیگیٹو پائے
 جاتے ہیں اس میں پاز بیٹو بجلی کا لوڈ ہے اور اس میں نیگیٹو بجلی کا لوڈ ہے حتی کہ ایٹم جس میں پروٹون اور نیوٹران ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک مذکر

اور مؤنث کی مانند ہے قرآن کریم نے متعدد آیات میں اس اکتشاف کی طرف سبقت کی ہے جیسا کہ ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون (سورۃ الذاریات: ۴۹) من کل شیء سے عموم واضح ہو رہا ہے۔ اولم یروا انی الارض کم انبتنا فیہا من کل زوج کریم (سورۃ الشعراء: ۷) اس میں نباتات کی طرف اشارہ ہے۔ سبحان الذی خلق الأزواج کلہا مما تنبت الارض ومن انفسہم ومما لا یعلمون (سورۃ یس: ۳۶) اس آیت نے نباتات انسان ہر چیز میں زوجیت کو عام کر دیا ہے جسے ہم جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں پس پاک کو ہے وہ قدیر و علیم خدا جس کے علم نے تمام کائنات کو گھیر رکھا ہے اور ہر چیز کو عدد انشمار کر رکھا ہے۔ سوال نمبر 6۔ جنین کے پردے کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

علمی طور پر ثابت ہے کہ رحم مادر میں موجود بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تین پردوں میں گھرا ہوتا ہے اور یہ پردے صرف دقیق تشریحی بحث سے واضح ہوتے ہیں اور جب کہ محض آنکھ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی پردہ ہے ان پردوں کو لفافگی کا نام دیا گیا ہے اور اسے طب جدید نے ثابت کیا ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت علمی کی تائید کی ہے اور یہ سورۃ زمر میں اللہ کا قول ہے: "میخلقکم فی بطون أمہاتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمات ثلاث ذلکم اللہ ربکم لہ الملک (سورۃ زمر: ۶) اس آیت میں قرآن کا علمی معجزہ ہے اس نے بتایا ہے کہ جنین کے تین پردے ہوتے ہیں اس نے انہیں ظلمات کا نام دیا ہے اس لئے کہ پردہ روک اور حجاب ہے اور وہ اس سے نور اور روشنی کو روکتا ہے اور یہ جدید علم میں تین پردے ہیں۔

سوال نمبر 7۔ ہواؤں کے واسطے سے حاملہ کرنا کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

جدید علم نے ثابت کیا ہے کہ ہوا کھجوروں انجیر اور دوسرے پھلدار درختوں میں مذکر اعضاء کو مؤنث کی طرف لے جاتی ہے اور ہواؤں کے واسطے سے نر کا شگوفہ مادہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور اس علمی جہت کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے وارسلنا الریاح لواقع فانزلنا من السماء ماء فاسقینا کموۃ وما انتم لہ بخازنین (سورۃ الحجر: ۲۲) قرآن کو حقائق علمیہ ثابتہ میں سبقت حاصل ہے جو اس کے صدق پر دال ہیں۔

سوال نمبر 8۔ منوی حیوانات کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

جدید علم نے اکتشاف کیا ہے کہ انسان کی منی کا بننے والا علم مادہ چھوٹے چھوٹے حیوانات کو جمع کئے ہوتا ہے جس منوی حیوانات کا نام دیا گیا ہے اور یہ محض آنکھ سے نظر نہیں آتے بلکہ مائیکروسکوپ (خورد بین) سے نظر آتے ہیں اور ان میں سے ہر حیوان کا سر گردن اور دم ہوتی ہے جو اپنی شکل میں جو تک کے کیڑے کی مانند ہوتا ہے اور یہ حیوان مادہ انڈے سے مل کر اسے حاملہ کر دیتا ہے اور بقیہ حیوانات مر جاتے ہیں اور ہر علمی پہلو کہ معنوی حیوان شکل میں جو تک کی مانند ہوتا ہے ہر اسے قرآن نے ثابت کیا ہے اللہ عزوجل کے قول کو ساعت فرمائیں اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق (سورۃ العلق: ۱-۲) یہ آیت قرآن کریم کے معجزات میں سے بلیغ معجزہ ہے وہ اس کے نزول کے وقت ظاہر نہیں ہوا اور نہ اس کے سینکڑوں سال بعد یہاں تک کہ بڑی دور بین کا اکتشاف ہوا اور معلوم ہوا کہ اللہ کی قدرت سے انسان کیسے بنتا ہے؟

سوال نمبر 9۔ فنگر پرنٹس کے بارے قرآن کا معجزہ ہونا بیان کریں۔

گذشتہ صدی ۱۸۸۴م میں انگلستان میں حکومتی سطح پر آدمی کو انگلیوں کے خاموش نشانات سے پہچاننے کا طریقہ رائج ہوا اور یہ طریقہ تمام ممالک میں چالو ہو گیا اور وہ یوں کہ انگلیوں کا چڑا باریک لکیروں سے ڈھکا ہوا ہے اور وہ متعدد انواع کی ہیں اور یہ لکیریں زندگی بھر تبدیل نہیں ہوتی اور جسم کے سب اعضاء بھی متشابہ ہو جاتے ہیں لیکن انگلیوں کی خاص خوبیاں ہیں وہ نہ متشابہ ہوتی ہیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں اور یہی الہی معجزہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی انگلیوں کو بحث پر دلیل قائم کرنے کیلئے چنا ہے: "یحسب الانسان

الن نجبع عظامه بلی قادرین علی ان نسوی بنانه (سورة القيامة ۲-۳) قرآن کریم کی وجہ اعجاز میں سے ایک ہر چیز جس کی خبر دی گئی ہے اور اللہ نے اپنے بندوں سے جو وعدہ کیا ہے اس کا پورا کرنا بھی ہے اور یہ وعدہ دو قسموں میں منقسم ہے۔ ۱۔ مطلق وعدہ ۲۔ مقید وعدہ

مطلق وعدہ جیسے اس نے اپنے رسول کی مدد کا اور ان لوگوں کے اخراج کا جنہوں نے آپ کو اپنے وطن سے نکالا اور مومنین کو کافرین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے اور یہ سب وعدے پورے ہوئے اگر تو چاہے تو اللہ کا یہ قول پڑھ لے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمته علیک ویہدیک صراطاً مستقیماً وینصرک اللہ نصرأ عزیزاً (سورة الفتح ۱-۳) یہ مدونہ فتح مکہ سے اور لوگوں کے اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے سے پوری ہوگی اور یوں سید الامام محمد ہے پر نعمت مکمل ہوئی اور اللہ نے آپ کو اپنے دشمنوں پر فتح دے کر آپ کو راحت پہنچائی۔ "اذا جاء نصر الله والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین الله

افواجا فسیب بحد ربک واستغفره انه کان تواباً (النصر ۱-۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و اولیاء کی نصرت کر کے اپنے وعدے کو سچا ثابت کر دیا۔ "ان لننصر رسلسنا والذین آمنوا فی الحیاة الدنیا ویوم یقوم الا شهاد (سورة الغافر: ۵۱) اور مطلق وعدہ میں سے اللہ کا یہ قول بھی ہے "وکان حقاً علینا نصر المومنین (الرود: ۴۷) اور متعدد جنگوں (بدر واحد) اور دیگر عظیم معرکوں میں جنہیں تاریخ نے دیکھا مومنین کی مدد ثابت ہوئی اللہ کے قول کو پڑھتے "ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة فاتقوا الله لعلکم تشکرون" (سورة آل عمران: ۱۲۳) اور "ولقد صدقکم الله وعدہ اذ تحسبونہم باذنه (آل عمران ۱۵۲) یعنی جب تم ان کو بری طرح قتل کر رہے تھے۔ اور مطلق وعدے سے اللہ کا یہ قول بھی ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات

لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم (سورة الروم: ۴۷) یہ وعدہ پورا ہوا اور مومنین نے فتح پائی حتیٰ کہ انہوں نے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کیا اور ان کی افواج معمور عالم کے انتہائی دور دراز علاقوں تک پہنچیں اور حضرت ابو بکر جب اپنی افواج کو جنگ کیلئے بھیجتے تو انہیں وہ وعدہ بتاتے جو اللہ نے ان سے کیا ہے تاکہ وہ صبر سے۔ قوت حاصل کریں اور فتح کا یقین کریں اور مطلق وعدہ میں سے اللہ کا یہ قول بھی ہے "هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شہیداً (سورة الفتح: ۲۸)

مقید وعدہ وہ ہے جس میں شرط ہو جیسے تقویٰ کی شرط صبر کی شرط اور دین الہی کی نصرت کی کی شرط اور اس قسم کی شروط اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تنصر و اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (سورة الطلاق: ۴) اللہ تعالیٰ نے مومنین سے صبر کی شرط کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا ہے فرماتا ہے: یا ایہا النبی حررض المومنین علی القتال ان ینکن منکم عشر و ن صابرون یغلبوا مائتین وان ینکن منکم مائة یغلبوا الفاً من الذین کفروا بانہم قوم لا یفقیہون۔ (سورة الانفال: ۶۵)

علوم و معارف

قرآن کریم کی وجہ اعجاز میں سے وہ علوم و معارف کی ہیں جن سے قرآن موج زن ہے اور جو برہان کی ضاحت اور حجت کی قوت سے اس مقام تک پہنچ گیا ہے جو پر محال تھا آپ امی تھے اور امیوں کے درمیان آپ نے پرورش پائی آپ پر محال تھا کہ اپنے پاس سے یہ علوم عارف لاتے بلکہ روئے زمین کے ادباء علماء فلاسفہ حکماء نون سازوں اور دانشمندوں پر محال ہے کہ ان علوم معارف مثل لائیں وجہ اعجاز کی اس وجہ میں ایک حجت دامغہ اور سان ساطح پائی جاتی ہے جو ہر جھوٹے معاند کی کمر توڑ دیتی ہے جو خیال کرتا ہے کہ محمد ﷺ جو تعلیم لائے ہیں وہ سابقہ کتب کی تعلیمات ہیں جو محمد ﷺ نے اپنے زمانے کے اہل کتاب سے لی ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف منسوب کر دیا ہے تاکہ اس نسبت سے اس کی پاکیزگی حاصل کریں " کبرت کلمة تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً (سورة الکہف: ۵) یہ ان کے منہ سے نکلنے والی بڑی بات ہے مگر وہ جھوٹ کہتے ہیں ہم ان اندھوں سے کہتے ہیں: قرآن کس طرح کتب سابقہ کی نقل ہو سکتا ہے وہ ان کے اہل پر عیب لگانے

والا اور ان کتب کے اکثر مضامین کا مخالف ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تعلیمات توحید عقیدہ تثلیث سے متفق ہو جائیں ان دونوں کے درمیان ایسے ہی فرق ہے جیسے زمین و آسمان کے درمیان ہے؟ کیا انہوں نے اپنے متعلق قطعی فیصلہ نہیں سنا کہ وہ کافر و فاجر ہیں اور وہ اللہ کے سوا اپنے احبار و رہبان کی پوجا کرتے ہیں؟ وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله ذلك قولهم بأفواههم ايضا هؤلاء الذين كفروا من قبل قاتلهم الله انى يوفكون اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما يشركون (سورة التوبة: ۳۰)

اخلاق و قرآن عقائد و عبادات اور تشریح و تنظیم اور اخلاص معاملات اور تعلیم و تربیت سیاست و اقتصاد فلسفہ اجتماع ایسے ہی قصص و اخبار اور اصول مناظرہ و جدل کے مختلف میدانوں کے متعلق متنوع علوم اور متعدد معارف لے کر آیا ہے اور لاشبہ یہ وجہ و وجوہ اعجاز میں سے سب سے نمایاں ہے ایک امی شخص جس نے نہ لکھانہ پڑھا اور نہ اس نے علم و تشریح کے کسی ملک میں نشوونما پائی اور نہ کسی حضارت و مدنیت والے شہر میں پروان چڑھا وہ تحقیقا اور کمالات کی مثال ہو سکتا ہے جو قرآن میں آئے ہیں اور حج و براہین سے مؤید ہیں حالانکہ اس نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ ان علوم کے بغیر ہی گزارا اور ان کے قاعدہ اور اصل کے متعلق کچھ بیان نہ کیا اور نہ ان کی کسی فرع کے متعلق کوئی فیصلہ دیا مگر یہ اللہ کی جانب سے جی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان متعدد اور متنوع علوم کی ایک مثال پر اکتفاء کروں اور وہ (قرآن کے بارے میں عقیدے کے متعلق تحقیق ہے اور یہ کہ میں اسلامی تعلیمات اور یہودی اور نصرانی تعلیمات کے درمیان اس کے عہد نزول میں موازنہ کروں تاکہ آنکھوں والے کیلئے صبح و صبح ہو جائے اور روشنی والے حق کی ضیاء اور اس کا غالب نور نمایاں ہو جائے جیسا کہ کہا گیا کہ چیزیں اپنے اضداد سے واضح ہوتی ہیں۔

اسلامی عقیدہ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکے رسول کرام کے بارے میں صاف اور پاک عقیدہ لے کر آیا ہے اللہ رب العالمین واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے نہ اس کا باپ ہے نہ العالمین واحد ہے ملا ہے بے نیاز ہے نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا ہے نہ بیٹا سے صفات کمالیہ حاصل ہیں وہ نقص کی تمام صفات سے پاک ہے (نہ اس کی ذات سے ذوات اور نہ اس کی صفات سے صفات مشابہت رکھتی ہیں لیس کبشلہ شیء و هو السميع البصير" (سورة الشورى: 11) وہ بڑا اور بلند ہے قیوم ہے اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی اور نہ کوئی کام اسے دوسرے کام سے غافل کرتا ہے۔ "له ما فى السموات وما فى الارض وما تحت الثرى" (سورة طه: ۲) وہ خلق و ایجاد میں منفرد خالق ہے لوگوں کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے سب اس کی مخلوق ہیں اور اس کے غلام ہیں ان کل من فى السموات والارض الا اتى الرحمن عبدا" (سورة مریم: ۹۳) اگر تو چاہے تو اللہ کی صفات کے بارے میں ان خوبصورت آیات کو پڑھ لے۔

1. ان الهکم لو احد رب السموات والارض وما بینہما ورب المشارق (سورة الصافات ۵۴)

2. ان ربکم اللہ الذی لا اله الا هو وسع کل شیء علما

3. قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی ولا تجھر بصلواتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک

4. سبیلا وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبرۃ تکبیراً

5. یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ هو الغنی الحمید ان یشاء ینہبکم ویأت بخلق جدید وما ذلک علی اللہ

بعزیز

یہودی عقیدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہودی گمراہ ہو گئے اور انہوں نے پچھڑے کی پوجا کی اور انہوں نے خیال کیا کہ اللہ کا ایک بیٹا عزیز ہے اور انہوں نے اللہ کو انسان کی مانند ٹھہرایا اور خیال کیا کہ وہ زمین و آسمان کی پیدائش سے تھک گیا ہے اور اس نے ہفتے کے روز آرام کیا اور اپنی گدی کے بل لیٹ گیا اور انہوں نے اپنے سروں کو ملایا اور کہنے لگے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ انسان کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس نے اسرائیل سے کشتی کی اور اس ر غالب نہ آسکا اور رب نے اس سے خلاصی نہ پائی حتیٰ کہ جب اسے اور اس کی ذریت کو برکت دی اس وقت یعقوب نے اسے چھوڑا اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ قوموں کے درمیان پسندیدہ قوم ہیں اور اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر دار آخرت خالصہ انہی کیلئے ہے اور آگ انہیں صرف چند پوم چھوٹے گی یہ ان کے چالیس روز پچھڑا پوجنے کی مدت ہے ایسے ہی انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر افتراء کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ وہ ولد الزنا ہیں اور آپ کی ماں زانیہ ہے اور انہوں نے آپ کو سولی پر چڑھایا تاکہ بنی اسرائیل کو اس بڑے جرم سے پاک قرار دیں یہ سب اور ایس جیسی یہودی اکثر باطل اور اضالی ہیں قرآن ان کو ختم کرنے آیا ہے وہ کیسے خیال کرتے ہیں کہ قرآن تورات کی نقل ہے۔

نصرانی عقیدہ

نصرانی بھی گمراہ ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اللہ کا بیٹا ہے اور وہ ایمان بالثلیث کے بیچ دار عقیدے کی طرف چلے گئے (باپ بیٹا اور روح القدس) اور انہوں نے انہیں اقا نیم کا نام دیا ہے اور حضرت عیسیٰ (ثالوث الہی سے اقنوم ثانی ہیں جو پہلے اور تیسرے کا عین ہیں اور دونوں میں سے ایک دوسرے کا عین ہے۔ تین ایک ہے اور ایک تین ہیں اور انہوں نے اپنے کہنوت کے رجال کو وہ خلعت بخشی ہے جو تشریح اور تحلیل و تحریم میں خدائے واحد کا حق ہے اور ان کا خیال ہے کہ ابن اللہ مصلوب ہوا تاکہ انسان کو اس کے گناہوں سے نجات دے اور اسے گناہوں سے پاک کرے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہی اللہ ہیں جو بصورت بشر زمین پر نازل ہوا ہے ان کے علاوہ بھی بہت سی باطل اور رسوائیاں ہیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔ دیکھئے! اس حق کے درمیان جو قرآن لایا ہے اور اس باطل کے درمیان جو یہ لوگ لائے ہیں دور دراز کا فرق پایا جاتا ہے قرآن نے ان باطل کے بیان اور اہل کتاب کی تحریف کی خبر دینے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ سے ان کا رد کیا ہے سنئے وہ اہل کتاب نصرانی کے متعلق کہتا ہے: ”جمیعاً اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسولہ ولا تقولوا لثلاثة انتہوا خیرکم انما اللہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلان یتستکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا البلائکة المقربون ومن یتستکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشر ہم الیہ (سورۃ النساء: ۱۷۱-۱۷۲)

سنئے! وہ اہل کتاب یہود کے متعلق کہتا ہے: فبانقضہم ومیشاقہم وکفرہم بأیات اللہ وقتلہم الانبیاء بغیر حق وقولہم قلوبنا غلف بل طبع اللہ علیہا بکفرہم فلا یؤمنون الا قلیلا وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا عظیما وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولكن شبه لهم وان الذین اختلفوا منہ لفی شک منہ ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیم (سورۃ النساء: ۱۵۵-۱۵۸) قرآن کریم نے اس تحریف کو جو تورات و انجیل میں واقع ہوئی ہے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہم کام اس کذب و بہتان کی تصحیح کرنا ہے جس کے اہل کتاب مرتکب ہوئے ہیں اور تورات و انجیل کی ان آیات کو واضح کرنا ہے جن کو انہوں نے چھپایا ہے یا اہل کتاب قد جاء کمر رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من

الكتاب ويعفوا عن كثير قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله من اتبع رضوانه سبيل السلام ويخرجهم من الظلمات الى النور باذنه ويهديهم الى صراط مستقيم (سورة المائدة: ١٦-١٥) کیا اس دلیل کے بعد کوئی واضح تردلیل سید المرسلین کے صدق پر دال ہو سکتی ہے اللہ بوعیری پر رحمن کرے وہ کہتا ہے: تجھے امی کے علم کے متعلق یہی کافی ہے کہ وہ جاہلیت میں معجزہ تھا اور یتیمی میں تادیب کرتا تھا۔

قرآن کا احاطہ بشر کو پورا کرنا

وجہ اعجاز میں سے یہ وجہ بڑی واضح ہے اسے شریعت اسلام میں تامل کرنے والا معلوم کر سکتا ہے قرآن کریم ایسی ہدایات تامہ کاملہ اور شاملہ واسعہ کے ساتھ آیا ہے جو ہر زمان و مکان میں انسانوں کی حاجات کو پورا کرتی ہیں اور جب وہ اچھے مقاصد پیش کئے جائیں جن کا قرآن نے اپنی ہدایت و ارشاد میں قصد کیا ہے اور وہ مختصر یہ ہیں۔

۱- اصلاح افراد- ۲- اصلاح معاشرہ ۳- اصلاح عقائد ۴- اصلاح عبادات ۵- اصلاح اخلاق ۶- اصلاح سیاست و حکومت ہے۔ اصلاح مالی معاملات ۸- اصلاح جنگی معاملات ۹- اصلاح علمی ثقافت ۱۰- افکار و عقول کو خرافات سے آزاد کرنا اور کسی نے کیا خوب کہا ہے اللہ کی شریعت انسان کیلئے واضح ہے اور قرآن کے سوا ہر چیز میں گھاتا ہے۔

مطلوب میں قرآن کی تاثیر

جو اعجاز قرآن کی وجہ میں سے یہ زبردست تاثیر بھی ہے س نے اپنے تابعین اور دشمنوں کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ اور یہ شدت تاثیر اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ وہ مشرکین رات کی تاریکی میں مسلمانوں سے تلاوت قرآن سننے کیلئے نکلتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے باہم عہد کر لیا کہ وہ اس قرآن کو نہ سنیں گے اور جب محمد ﷺ اسے پڑھیں گے تو وہ شور و غل سے اپنی آوازیں بلند کریں گے تاکہ لوگ اس پر ایمان نہ لائیں۔ وقال الذین کفروا لا تسبوا هذا القرآن والغوا فيه لعلکم تغلبون (سورة فصلت: ۲۶)

قرآن کریم کی تاثیر و لوں میں اس حد تک پہنچی کہ آپ کے ساتھ سب لوگوں سے شدید ترین عداوت رکھنے والے اور بڑا عناد رکھنے والے اس کے سائے میں واپس آگئے ان زعماء میں سے بہت سے ایمان سے آئے اور کے سرکردہ حضرت عمر بن الخطاب حضرت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم اور دیگر قائدین اور رؤساء ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب مسلمانوں پر سختی میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ آپ کے بارے میں ایک شخص کہتا ہے: ”خدا کی قسم! عمر مسلمان نہیں ہو سکتے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خطاب کا گدھا مسلمان ہو جائے۔ اور آپ اپنی دشمنی کی شدت میں یہاں تک پہنچ گئے تھے کہ آپ دوپہرے وقت اپنی تلوار لگے میں لڑکا کر محمد ﷺ کی تلاش میں نکل جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں گے پھر جب شام ہوئی تو وہ اپنی بہن کے گھر سعید بن زید سے چند آیات سننے کی وجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور یہ مشہور واقعہ ہے۔

غور کیجئے! خزرج قبیلہ کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور آپ کے بھتیجے اسید بن حضیر کیسے مسلمان ہوئے؟ کتب سیرت بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے تو آپ کے پاس مدینہ کے ان لوگوں کا وفد آیا جنہوں نے آپ سے عقبہ کی بیعت کی تو آپ نے ان کے ساتھ دو جلیل القدر نمائندے حضرت معصب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو انہیں اسلام و قرآن کی تعلیم دینے کیلئے بھیجا جب وہ مدینے پہنچے تو وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے لگے یہ بات قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو پہنچی تو آپ نے اپنے بھتیجے اسید بن حضیر سے کہا کیا تو ان دو آدمیوں کی طرف نہیں جائے گا جو ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے آئے ہیں ان دونوں کو اس ضیاع سے روک اور وقوف بنانے آئے ہیں ان دونوں کو اس ضیاع سے روک اور زجر و توبیح کر؟ اسید ان دونوں کی طرف گئے اور جب ان کے پاس پہنچے تو دو ان سے کہنے لگے تمہارے پاس کیا چیز ہے تم ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے آئے ہو؟ پھر آپ نے ان دونوں کو ڈرایا دھمکایا اور کہا: اگر تم کو

اپنی کوئی حاجت ہے تو۔ الگ ہو جاؤ۔ حضرت معصوب نے اسید سے کہا کیا آپ بیٹھ کر سنیں گے؟ اگر آپ کو بات پسند آئے تو اسے قبول کر لینا اور اگر ناپسند آئے تو ہم اس بات سے رک جائیں گے جسے آپ ناپسند کرتے ہیں اسید بیٹھ گئے اور حضرت معصوب پڑھنے لگے اور وہ سننے لگے اور جب آپ کی نشست ختم ہوئی تو آپ مسلمان ہو گئے پھر سعد کی طرف واپس لوٹے اور اسے کہنے لگے خدا کی قسم! میں نے دونوں آدمیوں میں کوئی حرج نہیں دیکھا اور آپ نے سعد سے اپنے اسلام کو چھپایا سعد ناراض ہوئے اور خود جوش و ہيجان سے کھڑے ہو گئے اور ان دونوں سے کہنے لگے تم دونوں کون سی چیز لائے ہو کیا تم ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے آئے ہو؟ ہم سے الگ ہو جاؤ۔ حضرت معصوب نے سعد سے کہا کیا آپ بیٹھ کر سنیں گے اگر آپ کو بات پسند آئے تو قبول کر لینا اور اگر ناپسند آئے تو ہم اس بات سے رک جائیں گے جسے آپ ناپسند کرتے ہیں۔ سعد نے کہا: تم نے منصفانہ بات کی ہے۔ اور مصعب انھیں قرآن سنانے گئے اور سعد سمنے لگے حضرت مصعب بیان کرتے ہیں کہ سعد کا چہرہ قرآن سننے ہوئے ایمان سے چپکنے لگا اور حضرت مصعب نے قرأت ختم کی تو اس کے سردار نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا پھر جب یہ واپس لوٹے اور اپنے قبیلہ کو جمع کیا اور ان سے کہا: تم مجھے کیسا آدمی سمجھتے ہو: لوگوں نے کہا تم ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہو تو سعد نے انہیں کہا تمہارے مردوں اور تمہاری عورتوں سے گفتگو کرنا مجھ پر حرام ہے حتیٰ کہ تم محمد آل سے راضی ہو جاؤ تو وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے دوستوں، دشمنوں کے دلوں میں قرآن کی تاثیر یوں ہوتی تھی اور عتبہ بن ربیعہ اور قرآن سے متاثر ہونے والے دیگر لوگوں کے واقعات کو فراموش نہ کیجئے اگر لیڈر رشپ اور جاہ و سلطنت کی محبت نہ ہوتی تو وہ سب اللہ کے دین میں داخل ہو جاتے لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے

يضل من يشاء ويهدي من يشاء" (سورة النحل: ۹۳) وهو اعلم بالمهتدين (سورة النحل: ۱۲۵)

صاحب تفسیر المنار نے بیان کیا ہے کہ فرانسیسی فلاسفر نے ایک کتاب تالیف کی اس میں اس نے عیسائیت کے داعیوں کے اس خیال کو رد کیا ہے کہ محمد ﷺ۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی مانند معجزات نہیں لائے اور نہ ہی آپ کے پاس کوئی خارق عادت امر آیا تھا جو آپ سے پہلے لوگوں کے پاس تھا اس فلاسفر نے کہا ہے کہ محمد ﷺ قرآن کو عاجزی، شوق، غم اور تضرع سے پڑھتے تھے تو وہ قلوب کو کھینچ کر اپنے پر ایمان لانے کی طرف راغب کرتا یہ بات انبیاء سابقین کے سارے معجزوں سے فائق تھی۔ رافعی نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں ایک بڑی عمدہ بات کی ہے یہ بات اس نے امیر شکیب ارسلان سے روایت کی ہے کہ مسیحی تاریخ کے مشہور مصلحین لو تھر اور کلفین سوعات نے ایک دفعہ فرانس کے فلاسفر فولیئر کے سامنے بیان کیا کہ وہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیوں کے برابر بھی انہیں ہیں۔

تناقض سے اس کا محفوظ ہونا

قرآن کریم کی وجوہ اعجاز میں سے آخری وجہ سارے انسانی کلام کے برخلاف اس کا تناقض و تعارض سے محفوظ ہونا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً" (سورة النساء: ۸۲) یہ اعجاز قرآن کی کچھ وجوہ ہیں اور کچھ دیگر وجوہ بھی ان کے علاوہ ہیں ہم نے طوالت کے خوف سے ان سے پہلو تہی کی ہے اور زمانہ ہمیشہ ہی اعجاز قرآن سے پردے اٹھاتا رہے گا اور جب بھی زمانہ ترقی کرے گا اس کے اعجاز کے پہلو روشن ہوں گے اور اس کے تنزیل حکیم حمید ہونے پر برہان قاطع قائم ہوگی اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اسرار جن کا ذکر علماء نے کیا ہے یہ تو علوم قرآن کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں اور ابھی بھی قول و سبوح ہو سکتا ہے اور بیان ہو سکتا ہے بلاشبہ کوئی شخص کلام الہی کا احاطہ نہیں کر سکتا جس طرح کوئی اس کی ذات کی عظمت اور اس کی صفات کی بڑائی کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

صرفہ کے قائلین کے شبہ کارو

جب ہم قرآن کریم کے اعجاز کی وجوہ کے آخر تک پہنچ گئے ہیں تو ہم اپنے پر لازم سمجھتے ہیں کہ ہم اس شبہ کو دور کریں جس کی طرف بعض معتزلہ اور بعض شیعہ گئے ہیں اور وہ صرفہ کے قول کا شبہ ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو اس کے معارضہ سے روک دیا جب کہ اس نے اپنی معتدل بلاغت میں جس سے انسان عاجز ہوتا ہے، تجاوز نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں کو اس کے معارضے سے

نہ روکتا تو وہ اس کی مثل لانے کی طاقت پاتے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس قول کے قائلین اس طرف جا رہے ہیں کہ قرآن نفی نفسہ معجز نہیں ہے بلکہ اس کا اعجاز دو باتوں کی وجہ سے ہے۔

اول: وہ صارف الہی جس نے ان کو معارضہ سے بے رغبت کر دیا اور وہ سست ہو گئے اور بیٹھ گئے۔

دوم: وہ اچانک مانع جس نے ان کے مواہب بیانہ اور ان کی قدرت بلاغیہ کو بیکار کر دیا۔

یہ قول اپنی دونوں شقوں سمیت باطل ہے اور تحقیق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا اور نہ ہی واقعات کے مطابق ہے اور اس کے کئی اسباب ہیں۔

اول: اگر یہ قول درست ہوتا تو اعجاز صرفہ میں ہوتا نہ کہ خود قرآن میں اور یہ بالاجماع باطل ہے۔

دوم: اگر صرفہ کا قول درست ہوتا تو یہ تجبیز ہوتی نہ کہ اعجاز کیونکہ اس وقت یہ اس بات کی مانند ہونا کہ اگر ہم کسی انسان کی زبان کاٹ دیں پھر اسے گفتگو کرنے کا مکلف کریں تو یہ امر باب عجز سے نہ ہو گا بلکہ باب تجبیز سے ہو گا۔ اس نے اسے سمندر میں مشکیں باندھ کر پھینکا اور اسے کہا کہ پانی سے تر ہونے سے بچنا۔“ سوم: اگر یہاں پر کوئی سستی اور اکتاہٹ کا صارف ہوتا جو انہیں معارضہ سے بے رغبت کرتا تو وہ نبی علیہ السلام کے مقابلے میں کھڑے نہ ہوتے اور نہ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو تکلیف دیتے اور نہ مسلمانوں کو عذاب دیتے اور نہ انہیں بھگاتے اور نہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خاندان کا مقاطعہ کرتے اور نہ شعب ابی طالب میں ان کا محاصرہ کرتے حتیٰ انہوں نے درختوں کے پتے کھائے اور نہ ہی وہ آپ سے گفتگو کرتے اور نہ آپ سے سودا بازی کرتے کہ وہ دعوت کو ترک کر دیں پھر انہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ہجرت پر مجبور کر دیا اور ان کے علاوہ بھی محرکات و اسباب ہیں جنہوں نے ان کو اسلام کے خاتمہ کیلئے سب راہوں پر چلنے والا بنا دیا۔

سوم: اگر یہاں کوئی اچانک مانع تھا جس نے ان کے مواہب بیانہ کو بیکار کر دیا تھا تو وہ لوگوں میں اس کا اعلان کرتے تاکہ اپنے لئے عذر تلاش کر لیتے دوسرے یہ کہ وہ قرآن کی شان کو کم کرتے اور وہ نزول قرآن سے قبل کی نسبت نزول قرآن کے بعد کم فصاحت و بلاغت والے ہوتے اور یہ واضح البطلان باطل ہے

چہارم: اگر اچانک مانع کی بات درست ہوتی تو وہ اب ہمیں طاقت دیتا اور ہر زمانے میں ادب عربی سے اشتعال کرنے والوں کو طاقت دیتا کہ وہ قرآن کا معارضہ کریں اور ان کے دلوں اعجاز میں جھوٹ کو معلوم کریں یہ سب باتیں باطل ہیں کیا کوئی عقلمند اپنے لئے پسند کرتا ہے کہ وہ ان باتوں کے بعد کہے کہ عرب معارضہ قرآن اور نبی القرآن سے رد کے گئے تھے اور وہ ہمیشہ عجز و کسل میں رہے اور اس میدان میں اترنے سے بے رغبت رہے؟ اور کیا کسی انسان کیلئے جو اپنے نفس اور اپنی عقل کا احترام کرتا ہے درست ہے کہ وہ صارید قریش میں سب سے پیچھے دشمن ولید بن مغیرہ کی شہادت سننے کے بعد اس قسم کے افتراء (حواس و مواہب کے بیکار کرنے کا قول) کی تصدیق کرے اس کا مشہور قول یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں نے ابھی ایک کلام کہتا ہے وہ بشر کے کلام میں سے نہیں ہے نہ شعر ہے نہ نثر ہے اور نہ کہانت ہے خدا کی قسم! اس کی ایک

حلاوت ہے اور اس کی ایک خوبصورتی ہے اور اس کا بالائی حصہ پھلدار ہے اور اس کے نیچے کا حصہ سرسبز ہے اور وہ غالب ہے اور مغلوب نہیں ہے اور خوبی یہی ہے جس کی دشمن شہادت دیں۔ اور میں اس بات کو علامہ قرطبی کے بیان پر ختم کرتا ہوں جو آپ نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں: یہ دس وجوہ ہیں جن کا ذکر ہمارے علماء نے اعجاز قرآن کے بارے میں کیا ہے اور یہاں ایک قول اور بھی ہے جس کا ذکر نظام نے کیا ہے کہ اعجاز کی وجہ اس کے معارضہ سے روکتا ہے اور چیلنج کے وقت صرفہ بھی اس کی مثل ہی ہے یہ کہ قرآن کی ذات کی بجائے منع اور صرفہ معجزہ ہے اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ سے ان کو چیلنج کرنے کے ساتھ کہ وہ اس کی سورت کی مثل لائیں ان کی ہمتوں کو اس کے معارضہ سے روک دیا یہ فاسد ہے اس لئے کہ امت کا اجماع ہے کہ قرآن ہی معجزہ ہے اور اگر ہم کہیں کہ منع اور صرفہ معجزہ ہیں تو قرآن معجزہ ہونے سے خارج ہو جاتا ہے۔“

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن کی نقل لانا کبھی بھی کسی مخلوق کی قدرت میں نہیں ہے اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کھلے چیلنج کے باوجود انسان اس کی چھوٹی سی سورت کی مثل لانے سے بھی عاجز ہے۔

کیا کسی نے قرآن کے معارضہ کی کوشش کی ہے؟

تاریخ و آثار کے راویوں کا اجماع ہے کہ مشرکین عرب کے اساطین بلغاء اور فنون شعراء کو ان کے نفوس نے معارضہ قرآن کی بات نہیں بتائی اور نہ ہی ان میں سے کسی سن روایت ہے کہ اس نے معارضہ قرآن کیلئے آنے کی کوشش کی م ہے لیکن جو کچھ وہ لائے ہیں وہ ہنسانے والی کوششیں ہیں جنہوں سے ان کو انسانوں کے سامنے شرمندہ کر دیا ہے اور عقلاء کے نزدیک ان کو اضمح کو بنا دیا ہے پس وہ اللہ کا غضب اور لوگوں کی ناراضگی لے کر لوٹے اور ان کا یہ اکھاڑا حق کیلئے جدید کمائی اور اس بات پر واضح برہان ہے کہ قرآن اس خدائے کلام ہے کہ انسان اس کے معارضہ کی طاقت نہیں رکھتا ان معارضہ کرنے والوں میں سے۔ چند ایک یہ ہیں:

مسئلہ کذاب: جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور خیال کیا کہ وہ کار نبوت میں رسول اللہ ﷺ کا شریک ہے اس نے ہجرت کے دسویں سال آپ کی طرف لکھا مجھے زمین میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے ہمارے لئے نصف زمین تاہو گی اور قریش کیلئے اس کا نصف ہو گا لیکن قریش زیادتی کرنے والے لوگ ہیں..... مسیلمہ نے خیال کیا کہ اس کا ایک قرآن ہے جو اس پر حن آسمان سے نازل ہوا ہے اور اسے اس کے پاس رحمن فرشتہ لاتا ہے یہاں ہم اس کے ہذیان و اقوال کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں کہ اس کا کذب نمایاں ہو جائے اور اس کا معاملہ واضح ہو جائے اور یہ وصف ہی اسے کافی ہے کہ وہ کذاب ہے۔ سورۃ عادیات کا معارضہ کرتے ہوئے اس نے کہا: والطاقنات - طحنا والعاجنات عجننا والحایزات خبزنا والشاردات ثردنا واللاقمات لقبا اہالة وسمنا لقد فضلتم علی اہل الوبر وما سبقکم اہل امدد..... ریفکم فامنعوہ والمقبر فأووه والباعی فنا ونوہ اور اس نے کہا: (والشاء والوانہا واعجبها السود والباہا والشاء السوداء واللبن الأبيض انه لعجب محض وقد حرم المذق فما لکم لا تمجعون)

اور اس مفتری کے قرآن کے سے یہ بھی ہے: "الفیل ما الفیل وما ادرک ما الفیل له ذنب وبیل وخرطوم طویل اور اس کا قول ہے (یا ضفدع بنت ضفدعین نقی ما تعقین نصفک فی الماء ونصفک فی الطین الماء تکدرین والشارب تمنین اس نے خیال کیا کہ اس نے سورۃ کوثر کا معارضہ کیا ہے اور اس ہذیان کے ساتھ لوگوں کے پاس گیا۔ ان اعطیناک الجہاہر فصل لربک وجاہر ان شانئک هو الکافر اس کا سارا کلام اسی قسم کی واہیات پر مشتمل سخیف کلام ہے نہ سیدھا ہے نہ مضبوط ہے اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس قسم کی جوڑ بندی تھوڑا بہت بھی معارضہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ الرافعی بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ نے صفت بیانہ کی جہت سے قرآن کے مقابلے میں پیش کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور دوسری جہت سے اس نے اپنی قوم کو بہکانے کا راستہ اختیار کیا ہے اس نے اسے اپنے پر آسان تر اور ان کے نفوس میں تاثیر کے لحاظ سے اقرب خیال کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اس نے دیکھا کہ عرب قابلیت میں کاہنوں کی تعظیم کرتے تھے اور کاہنوں کے عام اسالیب اس عمدہ مجمع پر ہوتے تھے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ جنات کے کلام میں سے ہے جیسے ان کا یہ قول: (یا جلیح، أمر نجیع رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ) وہ بھی اپنے کلام کو سجع مقفی بتاتا تا کہ وہ ہم لم ڈالے کہ اس کی طرف وحی ہو رہی ہے مگر وہ اس حیلہ میں کامیاب نہ ہوا جب کہ اس کے ہم عصر اس کے کذب و حماقت کو جانتے تھے وہ کہتے تھے کہ وہ کہانت کرنے میں باہر نہیں دق ہے اور نہ دعویٰ نبوت میں سچا ہے اور اس کے تابعین قائل کے اس قول کی حد تک ہی تھے کہ ربیعہ کا کذاب ہمیں مصر کے زیادہ محبوب ہے۔

ان میں سے اسود عنسی بھی تھا جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کا خیال تھا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے وہ اپنا سر زمین کی طرف جھکا دیتا پھر اسے اٹھاتا اور کہتا کہ اس نے مجھے یوں یوں کہا ہے یعنی اس کے شیطان نے جو اس کی طرف وحی کرتا ہے وہ بڑا ظالم تھا لیکن فصیح اور

کہانت، مقصی کلام کرنے خطابت کرنے اور شعراء و نسب میں مشہور تھا اس نے بیان نہیں کیا کہ اس نے قرآن کے معارضہ کی کوشش کی ہے اس نے صرف دعویٰ نبوت پر اور یہ کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اس پر اکتفاء کیا ہے۔ (وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم)۔

سورۃ الانعام: (۱۲۱) ج۔ ان میں سے طلیحہ بن خویلد اسدی بھی ہے اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا خیال تھا کہ ذوالنون اس کے پاس وحی لاتا ہے لیکن اس نے اپنے لئے قرآن کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے کہ اس کی قوم کے لوگ فصحاء میں سے تھے لیکن انہوں نے عصیت کی وجہ سے اور جاہ و شہرت کیلئے اس کی پیروی کی اور صاحب محم البدان نے بیان کیا ہے کہ اس کے پاس کلام تھا اس کا خیال تھا کہ وہ اس پر وحی کے لیے اترتا ہے اور اس کے کلام میں سے صرف یہی قول باقی بچا ان اللہ لا یصنع بتعفیر وجوہکم دقبح ادبار کمہ شیئاً فاذکروا اللہ ما فان الرغوة فوق الصریح) وہ چاہتا ہے کہ رکوع و سجود نہ کرو اور قیام کی حالت میں نماز اور ذکر الہی پر اکتفاء کرو اور حضرت ابو بکر نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں اس کی طرف فوج بھیجی جب دونوں فوجوں کی مڈ بھٹھڑ ہوئی تو اسکے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد ماری گئی اور وہ چادر اوڑھ کر جی کا انتظار کرنے لگا تو عینیہ نے اسے کہا کیا وہ ابھی تیرے اس آیا ہے؟ اس نے کہا اور وہ چادر کے نیچے تھا نہیں قسم بخدا ابھی نہیں آیا عینیہ نے اسے کہا: وہ تجھے چھوڑ گیا ہے حالانکہ سمجھے اس کی بہت ضرورت تھی پھر اس نے کہا اے بنی فزارہ! یہ کذاب ہے۔ جو وہ طلب کرتا ہے اس میں نہ ہمارے لئے ورنہ اس کے لئے برکت ہے پھر طلیحہ نے شکست کھائی اور شام کے نواح میں چلا گیا، کہتے ہیں کہ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور قادیسیہ میں اس نے بہادری و شجاعت دکھائی۔ دان میں نظر بن حارث بھی ہے یہ صناید قریش ررؤسائے کفر و ضلالت میں سے تھا اس نے نبوت اور وحی کا کوئی نہیں کیا لیکن اس نے خیال کیا کہ وہ قرآن کا معارضہ کر سکتا ہے سو اس نے ایران اور ملوک عجم کے واقعات گھڑے روہ قریش کے پاس بیٹھ کر یہ کہانیاں انہیں بتایا کرتا تھا پھر سنا کو کہتا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اترتا ہے یہ اس سے ہتر ہے۔

روایت ہے کہ ابو العلاء المعری اور منتی اور المتفقع نے قرآن کے معارضہ کی کوشش کی جو نبی وہ اس کوشش آغاز کرتے تو شرمندہ ہوتے سوانہوں نے قلموں کو توڑا اور کاغذات کو پھاڑ دیا اور گذشتہ صفحات میں ہم ابن المتفقع کوشش کا ذکر کر آئے ہیں کہ اس نے معارضہ کے عزم کیا عملاً اس کو شروع بھی کر دیا لیکن اسکے آغاز کے بعد ایک بچے کو یہ قول الہی پڑھتے سنا۔ وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الأمر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین (سورۃ ہود: ۴۴) تو اس نے جو کچھ جمع کیا تھا اسے پھاڑ دیا اور اس نے اسے لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے شرم محسوس کی اور اس کے بعد اس نے اپنا مشہور قول کہا قسم بخدا بشر اس کے مثل کلام کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ واقعہ بحوالہ ابن المتفقع الرافعی نے بھی بیان کیا ہے اور اس واقعہ کے بعد یوں کلام کیا ہے: بلاشبہ ابن المتفقع معارضہ کے استحالہ میں سب لوگوں سے بڑھ کر بصیرت رکھتا تھا اشیاء میں سے کسی چیز کیلئے نہیں۔ ہاں اس لئے کہ وہ لوگوں سے زیادہ مبلغ تھا اور جب تجھے کہا جائے کہ فلاں شخص معارضہ کے امکان کا گمان رکھتا ہے اور اس کے لئے حجت بازی کرتا ہے اور اس کے متعلق جھگڑا کرتا ہے تو سمجھ لے کہ فلاں شخص دو آدمیوں میں سے ایک ہے یا وہ جاہل ہے اور اپنے دل میں سچا ہے اور یا عالم ہے جو لوگوں پر جھوٹ باندھتا ہے اور وہ تیسرا نہیں ہے۔ پس الرافعی ابن المتفقع سے اس روایت کی صحت کا منکر ہے ایسے ہی وہ المقری پر بھی اس کا عیب لگاتا ہے اور اس کی نظر میں دونوں روایتیں باطل اور ان پر افتراء ہیں۔

ہم نے قریب زمانے میں بیان کیا ہے کہ بہانیت اور قادیانیت کے لیڈروں نے کچھ کتابیں بنائی ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے ذریعہ قرآن کا معارضہ کریں گے پھر وہ انہیں لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے ڈرے اور شرمندہ ہوئے اور انہوں نے اس امید پر انہیں چھپا دیا کہ مناسبت آنے پر جہل کے زیادہ ہو جانے اور عقل کے کمزور جانے کے بعد انہیں نکالیں گے۔

قرآن کے متعلق شبہات اور ان کا رد

پہلا شبہ

دشمنان اسلام قرآن اور قرآن کے نبی پر اعتراض تے ہوئے کہتے ہیں کہ محمد نے یہ قرآن بجز راہب سے ہا اور اسے اللہ کی طرف منسوب کر دیا تاکہ انسانوں کو کی پاکیزگی کا وہم ڈال دے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جھوٹ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ صلیبوں خبیث اور ملحدین میں سے ان کے مددگار اس قسم کی سیل کو رواج دیتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ کو پریشان کریں اور اس قسم کے شبہات اور افتراء اتنے ان کے عقائد کو خراب کر دیں، یہ شبہ کئی باتوں کی وجہ سے باطل ہے۔

اول: رسول اللہ ﷺ کے متعلق صرف دو دفعہ شام کی طرف سفر کرنا ثابت ہے ایک دفعہ چھوٹی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ اور دوسری مرتبہ جوانی میں میسرہ کے ساتھ جو سیدہ خدیجہ کا غلام تھا اور تاریخ نے ہمیں نہیں بتایا کہ آپ نے بجز اسے سماع کیا ہو یا اس سے ایک سبق ہی لیا ہو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بجز انے ایک بادل کو رسول کریم ﷺ پر سایہ کرتے دیکھا اور اس نے آپ کے چاکو بتایا کہ عنقریب اس بچے کی ایک شان ہوگی پھر اس نے ابوطالب سے خواہش کی کہ وہ اسے واپس لے جائیں اسے آپ کے بارے میں یہود کا خوف تھا پھر کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفر سنی میں یہ علوم معارف حاصل کئے ہوں؟ یا وہ اس قسم کا معجز قرآن لائیں حالانکہ اس وقت آپ کی عمر دس سال سے زیادہ تھی؟ اور دوسری دفعہ آپ کا مقصد تجارت کرنا تھا اور یہ ثابت نہیں کہ آپ اس سفر میں کسی راہب سے ملے ہوں اس سے یہ بہتان و افتراء انہیں نہ جانے کہاں سے سوچا ہے۔

دوم: عقلاً یہ بات محال ہے کہ آپ دو مرتبہ ایک راہب بہ سے ملنے سے پورے عالم کے استاد بن جائیں جب کہ آپ ین پہلی مرتبہ چھوٹے تھے اور دوسری مرتبہ تاجر تھے اور یہ کہ آپ یہ معجز کتاب لائیں صرف ایک راہب سے ایک یا دو بار ملنے سے حالانکہ آپ امی تھے

سوم: اگر بجز راہب قرآن کا سرچشمہ ہوتا تو وہ نبوت و رسالت کے زیادہ لائق تھا یا اس کی عبقریت و دانش دنیا کے باتمام دانشوروں سے بالا ہوتی اس لئے کہ وہ ایسا کلام لایا ہے۔۔ جس کے بارے میں اولین و آخرین عاجز آگئے ہیں۔

چہارم: ہم کہتے ہیں کہ کفار قریش میں سے مشرکین ان مجنونوں سے زیادہ دانشمند اور زیادہ صحیح سوچ والے تھے۔ حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے اور آپ پر بہتان لگانے کے بڑے شوقین تھے۔ انہوں نے اس سے جھوٹ کی طرف توجہ نہیں دی اور نہ ہی یہ سوچا ہے کہ آپ نے بجز راہب سے صرف دو بار ملنے سے اس سے سیکھ لیا ہے اس لئے کہ عقل اس کو جائز قرار نہیں دیتی۔

دوسرا شبہ

وہ کہتے ہیں یہ قرآن جبر رومی کی تعلیم سے ہے رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اس سے علم حاصل کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس اللہ تعالیٰ نے خوبصورت اور موثر رنگ میں اس شبہ کے رد کی ذمہ داری لی ہے۔ فرماتا ہے: "ولقد تعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و هذا لسان عربی مبین (سورۃ النحل: ۱۰۳)" یہ شخص جس کی طرف وہ محمد ﷺ کی تعلیم کو ہیں وہ رومی بھی ہے وہ عربی زبان تو نہیں جانتا پس وہ آپ کو کیسے قرآن سکھا سکتا ہے؟ اور یہ جبر لوہار تھا وہ کاکام کرتا تھا اس نے اسلام قبول کیا اور حضرت نبی کریم ﷺ بکثرت اس کے پاس سے گزرتے تو اس کے پاس بیٹھ جاتے مشرکین نے کہا: محمد ﷺ کو جبر رومی قرآن سکھاتا ہے اور اس کا آقا اسے مارتا تھا اور اسے کہتا تھا تو محمد ﷺ کو سکھاتا ہے وہ کہتا قسم بخدا نہیں بلکہ وہ مجھے سکھاتے اور ہدایت دیتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ بعض افراد کے ہاں اس تہمت کی بڑی پذیرائی ہوئی ہے حالانکہ یہ ہنرل اور غربت کے منتھی میں ہے ایک عجی لوہار غلام کیسے استاد ہو سکتا ہے جو زبان عربی کو بالکل بھی نہیں سمجھتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضاد کی لغت سکھاتا کیا یہ کوئی معقول بات ہے کہ یہ رومی عجی

اس قرآن کا سرچشمہ ہو جو بلغ نصوص عربیہ کا حامل ہے بلکہ وہ معجزۃ التجزات ہے اور عربوں اور لغت عربیہ کیلئے فخر کا باعث ہے اس لئے قرآن نے منہ بند کرنے والا اور قاطع رد کیا ہے "لسان الذی یلحدون الیہ أعجمی واصل هذا لسان عربی مبین تیسرا شبہ: بلاشبہ محمد یکتا عبقریت رکھتے ہیں اور یہ خارق عادت عبقریت ہے یہ کیوں ممکن نہیں کہ یہی ان اخبار کا منبع ہو اور یہ قرآن محمد ﷺ کی تالیف و ترتیب سے ہو اس لئے کہ آپ خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے جو نبی ﷺ کی حیات اور آپ کے خاندان اور آپ کی قوم کی تاریخ سے واقف نہ ہو رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کے درمیان چالیس سال رہے اور آپ کے صدق و امانت اور شرافت و نجابت اور فضل کی طرف انگلیوں سے اشارے کئے جاتے تھے حتیٰ کہ مشرکین آپ کو صادق و امین کا لقب دیتے تھے کیا۔ اس شریفانہ اور پاکبازانہ زندگی کے بعد سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ بڑا بہتان لگائیں اور خیال کریں کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں؟ اور انسان کا آغاز اس کے انجام پر دلالت کرتا ہے پس یہ بات شریف طاہر رسول کی تاریخ کے ساتھ کیسے میل کھا سکتی ہے اور آپ کی زندگی خوشبودار ہے اور جب شاہ روم ہر قل نے ابوسفیان سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا کیا تم اس بات کے کہنے سے قبل جو وہ کہتا ہے اس پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہو؟

ابوسفیان نے جواب دیا نہیں بلکہ وہ ہمارے ہاں صادق و امین ہے ہر قل نے اسے کہا جو بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے؟ اور دوسری جہت سے تاریخ میں قطعی ثبوت سے ثابت ہو چکا ہے کہ محمد امی تھے قرأت و کتابت کو نہیں جانتے تھے قرآن نے اس قول کو تاکید بیان کیا ہے: "وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بببینک اذا لارتاب المبطلون (سورۃ

العنکبوت: ۴۸) پس رسول اللہ ﷺ کو اولین انبیاء و مرسلین کی خبروں کی معرفت کیسے ہوئی؟ اور دقائق تاریخ اور گزشتہ قوموں کے احوال اور پہلے لوگوں کی خبروں کی دقت و تفصیل کے ساتھ معرفت کہاں سے حاصل ہوئی حالانکہ ابھی تک آپ نے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ علم پڑھا تھا اور نہ ہی بیہ خبریں آپ نے اہل کتاب سے کسی عالم سے حاصل کی تھیں۔ پھر انسان کی عبقریت خواہ کس قدر یگانہ اور اس کی فوقیت عظیم اور اس کی ذہانت وافر ہو اسے غیب کے امور اور مستقبل کے احوال کی معرفت کہاں سے ہو سکتی ہے اور کیا کیلئے ممکن ہے خواہ وہ کسی قدر بلند ہو کہ وہ یوں غیب کی خبر دے کہ اس کی ان غیبی خبروں میں سے ایک خبر بھی جدا نہ ہو سوائے اس کے کہ وہ رسول صادق ہو اس کی طرف خدا کی جانب سے وحی ہوتی ہو۔ عقل اس بات کا قطعی فیصلہ دیتی ہے کہ یہ بشر کی طاقت نہیں خواہ عبقریت، فوقیت اور ذہانت کہاں بھی پہنچ جائیں اور شخصیت خواہ کسی قدر قوی اور مثالی ہو وہ غیب کے پردوں کو پھاڑنے کی طاقت نہیں رکھتی یا اس چیز کی خبر دے جو اس کے بس میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: "کذلک نقص علیک من انباء ما قد سبق وقد اتیناک من لدنا ذکر (سورۃ طہ: ۹۹)

چوتھا شبہ: وہ کہتے ہیں اگر بشر اس قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہے تو یہ بات اس کے کلام اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی اور یہ ان کے کلام نبوی کی مثل لانے سے بجز کی طرح ہے تو کیا کلام رسول بھی من عند اللہ ہو گا؟ یا اسے کلام اللہ کہا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عامۃ الناس اس کی مثل لانے سے عاجز آگئے ہیں تو خواص میں سے کوئی اس کے بعض کی مثل لانے سے ہرگز عاجز نہ ہو گا خواہ وہ ایک حدیث کی مقدر ہو یا آپ کے کلام سے ایک سطر ہو اور رسول اللہ ﷺ کا کلام اگرچہ فصاحت و بلاغت کی بلند چوٹی پر ہے مگر وہ کلام بشر ہونے سے باہر نہیں ہے اور بشر کا کلام ایک دوسرے سے مل جل جاتا ہے حتیٰ کہ ہم کلام نبوت اور بعض خاص صحابہ کے کلام میں تشابہ پاتے ہیں ہم حدیث کو سنتے ہیں تو ہم پر اس کا معاملہ مشتبه ہو جاتا ہے کہ کیا وہ مرفوع ہے حضرت نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے یا وہ صحابی کے کلام تک موقوف ہے یا تابعی تک ختم ہو جاتی ہے؟ اور ہم تمیز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے حتیٰ کہ سند اس کے قائل تک ہماری راہنمائی کرے اور جسے حاسہ بیان یہ دیا گیا ہے وہ اس بشارت کو کافی پائے گا اور جب ہم کسی فصیح کا خوبصورت بلوغ کلام سنتے ہیں تو ہم پر معاملہ مشتبه ہو جاتا ہے ہم اسے رسول اللہ ﷺ کا کلام خیال کرتے ہیں پس اس سورت میں ضاء بولنے والوں کے فصیح کلام اور بعض بغاء کے کلام

کے درمیان بھی کچھ مماثلت طاقت نہیں رکھتے حتیٰ کہ سند اس کے قائل تک ہماری راہنمائی کرے اور جسے حاسہ بیان یہ دیا گیا ہے وہ اس بشارت کو کافی پائے گا اور جب ہم کسی فصیح کا خوبصورت بلیغ کلام سنتے ہیں تو ہم پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے ہم اسے رسول اللہ ﷺ کا کلام خیال کرتے ہیں پس اس سورت میں ضاء بولنے والوں کے فصیح کلام اور بعض نغاء کے کلام کے درمیان بھی کچھ مماثلت ہو جاتی ہے اس خوبصورت جملہ کی طرف کان لگائیے۔

(المعدة بيت الداء والحمية راس كل دواء وعودوا كل جسم ما اعتاد) (معدہ بیماری کا گھر ہے اور پر ہیز ہر دوا کی

چوٹی ہے اور ہر جسم کو جس بات کا وہ عادی ہے عطا کرو۔) انسان جب ان حیلوں کو سنتا ہے تو مستعجب نہیں کہ یہ اپنے جمال صحت اور گرفت کرنے والے اسلوب کے باعث حدیث ہو اور بسا اوقات قطعیت سے کہا جاتا ہے کہ یہ جملے حدیث ہیں۔ لاکہ یہ حدیث نہیں ہیں یہ عرب کے مشہور طبیب ابن کلدہ کا؟ کلام ہے اور قرآن کی ایک اور نشان ہے وہ دوسرے کے کلام سے ملتبس نہیں ہوتا اور توہر گز اس کا شبہ اور مد مقابل نہ پائے گا اس لئے کہ جس نے اسے عین کلام بنایا ہے اپنے عین پر بنایا ہے توہر گز اس کا شبہ اور ہمسرنہ پائے گا سو اس مقام پر قرآن کریم کو حدیث شریف کے ساتھ کیسے قیاس کیا جائے گا۔

دوم: دوسری جہت سے اگر یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تالیف ہوتا تو چاہئے تھا کہ ضرور قرآن و سنت کا اسلوب ایک

ہوتا کہ وہ دونوں ایک شخص سے صادر ہوئے ہیں اس کی استعداد بھی ایک ہے اور اس کا مزاج بھی ایک ہے اس کے باوجود ہم دونوں کے درمیان بڑا واضح فرق پاتے ہیں پس قرآن کا اسلوب ایک قسم کا ہے جس پر الوہیت اور ربوبیت کی علامات نمایاں ہیں جو مماثلت شاہت سے بہت بری ہیں اور حدیث شریف کا اسلوب سری قسم کا ہے وہ مشابہت و مماثلت سے بری نہیں بلکہ وہ ن کی فضاء میں بشریت کے اسالیب رفیعہ کے ساتھ چکر لگا رہا ہے اور کسی حال میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ عجاز قرآن کے آسمان تک چڑھ جائے اور جب ہر انسان سیج نظر کے ساتھ دونوں اسلوبوں کا موازنہ کرے گا تو وہ سے معلوم ہو جائے گا۔ اللہ فرماتا ہے: "ولو انا ما في الارض من شجرة اقلام والبحر يمده من بعد سبعين ابحر ما نفدت كلمات الله ان الله عزيز حكيم (سورة لقمان: ۲۷) پھر فرماتا ہے: "قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثلہ ولو كان بعضهم بعض ظهير (سورة الاسراء: ۸۸)